شجاعیہ ٹائمز

انگریزی ہفت روزہ

Urdu Edition/اردو ایڈیشن

21 مارچ 2025 ☆ تعداد صفحات:4 ☆ قیمت:-/10 روپے

Al-Watan
Tours & Travels
Hajj & Umrah Group Operator.
Domestic & International Air Ticketing and Visa Services
#:Shop No.15, 16, Shujaiya Bazar, Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-66171244 / 9247772786

اسلامی تاریخ کا پہلا معرکہ جنگ بدر کا پیغام

ڈاکٹر عبدالعلیم فلکی خان

دشمن کی تعداد سے مرعوب نہ ہونا، جنگ بدر کا یہ پہلا پیغام ہے۔ دوسرا پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر آزمائش سے پہلے خود مسلمانوں کی صفوں میں کھڑے منافقین کو چھانٹ کر الگ کرتا ہے۔ تیسرا پیغام یہ ہے کہ جب تک مسلمان ایک جماعت اور ایک امیر کی اطاعت میں داخل نہیں ہوں گے کوئی بھی جنگ جیتنا ممکن نہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور اہم ترین پیغام جن پر اگر عمل ہو تو آج بھی ایک انقلاب آ سکتا ہے، آیئے ان پر غور کرتے ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ کہ سنہ ۲ ہجری میں روزے فرض کئے جاتے ہیں اور سنہ ۲ ہجری میں ہی جنگ بدر ہوتی ہے۔ رمضان اور جہاد کے حکم میں کیا کوئی تعلق ہے؟ یہ تو اللہ ہی بہتر جان سکتا ہے، ہماری سمجھ میں تو یہ بات آتی ہے کہ بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ فتح و نصرت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

اس ماہِ مبارک میں افطار کے دستر پر ٹوٹ پڑنے والوں، رات رات بھر موبائیل پر یا فضول بیٹھکوں اور شاپنگ میں جاگ کر، ڈٹ کر سحری میں پیٹ بھرنے والوں کو آپ نے دیکھا ہوگا، یہ شکایت کرتے ہیں کہ ''بھائی رمضان میں کچھ بھی کام نہیں ہوتا، نیند پوری نہیں ہوتی وغیرہ۔ یہ لوگ رمضان پر جھوٹا الزام تراشتے ہیں۔ جہاں کئی دوسری سنّتوں پر بحث، تکرار حتی کہ ایک دوسرے کی تکفیر تک کر ڈالتے ہیں، جیسے تراویح 8 رکعت یا 20 رکعت، افطار اہلِ حدیث کے مسلک پر یا حنفی مسلک پر وغیرہ۔

ان مسائل پر تکرار کرنے سے امت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، ہاں اللہ کے رسول ﷺ افطار اور سحر میں کتنا کھاتے تھے اور کتنا سوتے تھے، اس سنّت پر کوئی شدّت دکھائے تو پوری قوم کا فائدہ ہوسکتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا فرمان ہے کہ آپ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد جو بدعت سب سے پہلے شروع ہوئی وہ تھی پیٹ بھر کھانا۔ اگر لوگ ایک تہائی پیٹ کھا کر بس کردیں تو اس سے نہ صرف ان کی صحت ہمیشہ درست رہے گی بلکہ جنگیں جیتنا بھی آسان ہوجائے گا۔

صرف بدر ہی نہیں، کئی اور بھی غزوات اور جنگوں میں مسلمانوں نے روزے کی حالت میں ہوکر بھی فتح حاصل کی ہے۔ آپ نے اکثر لوگوں کے پپٹ دیکھے ہونگے جن میں مولوی، مشائخ، تاجر، لیڈر اور ملازمین سبھی شامل ہیں، ان کی توندیں نکلی ہوئی آتی ہیں، ہر وقت اونگھتے رہتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا پیٹ کتنا تھا، کس طرح اللہ کے رسول کی طرح جسامت بنا کر رکھنی چاہئے، یہ انہیں ہرگز پڑھایا نہیں جاتا۔ یہ اسی لئے ہے کہ دوسری ساری سنّتوں پر محاذ آرائی کرتے ہیں، لیکن ایک تہائی کھانے اور بلاضرورتِ شدید نہ جاگنے کی سنّت پر ہرگز عمل نہیں کرتے۔

کھانے پر ایسے ٹوٹ پڑتے ہیں گویا یہ آخری کھانا ہو۔ اسی لئے آج دشمن ان کی مسجدوں پر حملے کررہے ہیں، اور یہ صرف اللہ سے حفاظت کی دعا کے علاوہ کچھ نہیں کرسکتے۔ جنگِ بدر کا یہ بھی پیغام ہے کہ اگر اللہ کے دین کی حفاظت کے لئے لڑنے کی تمنا ہے تو کم سے کم کھاو اور اپنے آپ کو ایک سپاہی کی طرح ہر وقت جہاد کے لئے تیار رکھو۔

بدر کا یہ پیغام ہے کہ دشمن کی تعداد یا اس کے ہتیار یا اس کے گھوڑوں اور اونٹوں کی تعداد دیکھ کر ہرگز نہ ڈرو۔ ''لاخوف علیھم ولاھم یحزنون'' کی تفسیر یہی بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جو سب سے بڑا ہتیار مومنین کے ہاتھوں میں دیتا ہے وہ یہ کہ خوف اور حزن کو ان کے دلوں سے نکال دیتا ہے۔ جب تک انصاف کو قائم کرنے کے لئے گھروں سے نکلو گے نہیں، انصاف ملنے والا نہیں ہے۔ جو لوگ گھروں سے بیٹھ کر سوشیل میڈیا یا اخباروں میں خوب لکھ رہے ہیں یا تقریریں فرمارہے ہیں، وہ اب یہ سوچ کر نکل پڑیں کہ اگر اب انہوں نے باہر نکل کر مقابلہ کیا تو کل ان کی آنے والی نسل اس ظلم اور زیادتی کا خاتمہ کرے گی، ورنہ کل آپ کی نسلیں آپ سے زیادہ ڈرپوک، بزدل اور سر جھکا کر چلنے والی، مصلحتیں تراشنے والی اور دشمن کے خوف سے انہی کی جاسوسی کرنے والی نکلے گی۔

مسجدوں پر حملے اسی وقت ہوتے ہیں جب مسجدیں خالی ہوتی ہیں، اور اطراف رہنے والے مرد سارے مستی میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں، مسجد میں آنے والے فقط چند بوڑھے ہوتے ہیں۔ اگر مسجدوں کی حفاظت کرنی ہو تو دفاع اور مزاحمت لازمی ہے۔ بستی کا ہر مرد کم سے کم ایک یا دو نمازیں مسجد میں ادا کرے تو اس سے صرف 27 گنا زیادہ ثواب ہی نہیں بلکہ مسجدوں کی حفاظت بھی ہے اور مزاحمت یا Resistance کی طرف پہلا قدم ہے۔ کیونکہ اتنی بڑی تعداد کو مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اور نکلتے ہوئے جب دشمن دیکھتے ہیں تو ان کے دلوں پر خود بخود ہیبت طاری ہوتی ہے۔

آج مندریں آباد ہیں، کوئی ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ مسجدیں چونکہ جوان مردوں سے خالی ہیں، اسی لئے غنڈوں کی زد پر ہیں۔ ان غنڈوں پر الزام نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ مسجدوں، قبرستانوں، درگاہوں یا اوقاف کی زمینیں خالی ہوں تو ان پر فاشسٹ قبضہ کرنے سے پہلے تو خود مسلمان لیڈر، غنڈے اور پہلوان، قبضہ کرلیتے ہیں، اور متولی، سجادے، پولیس اور خود حکومت ان کے ساتھ مل کر چوری کا مال بانٹ لیتی ہے۔

بدر کا تیسرا پیغام یہ ہے کہ جو لوگ مزاحمت کرنے کی ہمت رکھتے ہیں ان کا قتل عام یا جینوسائڈ کبھی نہیں ہوسکتا۔ جینوسائڈ انہی کا ہوتا ہے جو مزاحمت کرنے کی ہمت نہیں کرتے۔ چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ 1948 میں حیدرآباد کے مسلمان ہزاروں کی تعداد میں گاجر اور مولی کی طرح کاٹ دیئے گئے، ان کی بے شمار بستیاں اور کھیت جلادیئے گئے اور ان پر قبضے ہوگئے کیونکہ وہ مزاحمت کے بجائے صرف دعائیں کررہے تھے۔

یاد رہے اُس وقت کا حیدرآباد ایک انتہائی مذہبی کلچر کی حامل ریاست تھی۔ گھر گھر آیتِ کریمہ، قصیدہ بردہ شریف کی محفلیں، شاندار مسجدیں اور مدرسے، تراویح، شب قدر، شب برات اور شب معراج کے شاندار تقاریب اور اس کے ساتھ ساتھ عرس، صندل پنکھے اور دستار بندیوں کے مقدّس اجتماعات سبھی کچھ تھے۔ لیکن مدرسوں کے نصاب میں جہاد، قتال، مزاحمت، انصاف کو قائم کرنے کے تھیوریٹیکل اور پراکٹیکل اسباق نہیں تھے۔ صرف چار دن میں ایک پورا ملک بابری مسجد کی طرح ڈھا دیا گیا۔

اسی کے مقابلے میں کشمیر یا افغانستان کو لیجئے، ان قوموں نے مزاحمت کی، سالہا سال سے کررہے ہیں۔ جتنے لوگ حیدرآباد میں صرف چند دنوں میں ہلاک کردیئے گئے، اتنے لوگ کشمیر یا افغانستان میں تیس سال میں نہیں مرے۔ بلکہ دشمن کو یا تو مات دی یا کم از کم خوف میں رکھا۔ جنگِ بدر کا یہ پیغام ہے کہ ''ان الذین آمنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت، فقاتلوا اولیاء الشیطٰن، ان کید الشیطٰن کان ضعیفا''۔ کافر کو بھی قتال کا اتنا ہی حق ہے جتنا مومن کو۔

ایمان لانے کے بعد قتال کے لئے تیاری کرنا ایمان والوں کی نشانی ہے، کیونکہ فاشسٹ آج پورے قتال کے موڈ میں ہیں۔ دھرم سنسد میں جو کچھ کہا گیا وہ اسے کرکے دکھا رہے ہیں۔ اب مسلمانوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں کہ ایک جماعت ہوکر مقابلہ کریں۔ پاپولر فرنٹ کے بانیوں میں سے ایک مرحوم اے۔ سعید تھے جنہوں نے اپنی کتاب ''دین الحق'' میں ایک اہم بات لکھی کہ اگر مرغی اپنے چوزوں کے ساتھ باہر نکلتی ہے، اور چوزے کسی کے پاؤں میں آنے لگتے ہیں تو وہ اچھل اچھل کر اُس شخص پر حملہ کرتی ہے۔ یہ نہیں دیکھتی کہ جس شخص کو وہ چیلنج کررہی ہے، وہ اس مرغی سے کہیں زیادہ طاقتور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مال یا اپنی اولاد کی حفاظت کے لئے لڑنا یا مزاحمت کرنا فطرت میں رکھا ہے۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ ایک جانور میں تو یہ فطرت زندہ ہے لیکن آج کے مسلمان مردوں کی یہ فطرت نہ جانے کہاں دفن ہوگئی کہ ان کے بھائیوں کے گھر پر بلڈوزر چلائے جارہے ہیں، مسجدیں جلائی جارہی ہیں، میناروں اور درگاہوں پر چڑھ کر غنڈے بھگوا جھنڈے لہرا رہے ہیں، لیکن نہ جانے ان کی غیرت کہاں مرگئی ہے۔

بدر کا یہ بھی ایک اہم پیغام ہے کہ جب تک ایک جماعت قائم نہیں ہوتی، اس وقت تک تو انہیں صبر اور قربانیوں کو پیش کرنا ہے۔ لیکن ایک بار جماعت قائم ہوجائے، تو ہر شخص پر جہاد فرض ہوجاتا ہے۔ اس کے لئے انہیں اگر ہجرت کرنی پڑے تو کریں کیونکہ فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ جس نے جہاد نہیں کیا، یا جہاد کرنے کی اس کے دل میں آرزو بھی پیدا نہیں ہوئی، وہ منافق کی موت مرا۔ اللہ کے نبی ﷺ کا حکم ہے کہ پانچ چیزوں کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ جماعت، والسمع والطاعۃ والھجرۃ والجہاد۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر اسرار احمد کی ایک ویڈیو ''اِس حدیث کو کیوں چھپایا گیا؟'' یوٹیوب پر دستیاب ہے، ضرور سنئے کہ جماعت والسمع والطاعۃ کے بغیر آپ کبھی جیت نہیں سکتے۔ آپ کو ایسے وقت میں کسی ایسی پارٹی کے لئے اپنا مال، وقت اور توانائیاں لگادینا ضروری ہے جو پارٹی اس ملک سے فاشزم کو ختم کرکے تمام انسانوں چاہے وہ اقلیتیں ہوں، چاہے جاتی واد ہو یا چاہے کسی بھی قسم کی ناانصافی ہو، ان کو ختم کرنے کے لئے سڑکوں پر آنے کی ہمت رکھتی ہو، اور نشاۃ ثانیہ کا خواب رکھتی ہو، اور جس کے جوان شہادت کا جام پینے کے لئے بے چین رہتے ہوں۔ تب جاکر 313 کی مثال اس سرزمین پر دُہرائی جاسکتی ہے۔

بدر کا ایک پیغام یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر آزمائش کے وقت منافقین کو مسلمانوں کے صفوں میں سے نکال باہر کرتا ہے۔ لیکن یہ اس وقت ممکن ہے جب مومن جہاد کے لئے گھروں سے نکلیں۔ ورنہ تو سارے مومن ہونے کا دعوی کریں گے۔ کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ خود آپ کی مسجدوں، جماعتوں، درگاہوں اور چلتے پھرتے عوام کے بیچ کتنے ضمیر فروش جاسوس پھیل گئے ہیں، جو اپنے مفادات کے لئے یا اپنی تنخواہوں کے لئے آپ کی جاسوسی کررہے ہیں۔ آپ ان سے ڈر کر یا ED یا IT یا پولیس یا کسی اور ڈپارٹمنٹ سے ڈر کر جب تک قوم سے ہمدردی صرف پرانے شہر کی بیٹھکوں میں کرتے رہیں گے، منافقین آپ کے ساتھ شامل رہیں گے، خود آپ کو پتہ نہیں چلے گا کہ آپ خود کب منافقین میں شامل ہوگئے۔

عبداللہ بن ابی، رئیس المنافقین کی زندہ مثال ہے۔ جب مومن ایک ہزار کے لشکر کے خلاف مقابلے کے لئے نکلے اور کہہ دیا کہ اگر رسول اللہ سمندر میں کود جانے کو کہیں گے تو کود جائیں گے، ایسے وقت میں عبداللہ بن ابی نے بہانے کئے، ایک اور مثال سورہ بقرہ میں طالوت کی آئی ہے کہ انہوں نے حکم دیا کہ اس نہر سے جو بھی پانی پئے گا وہ مجھ سے نہیں، پھر بھی کچھ لوگوں نے پانی پیا اور نافرمانی کی، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو چھانٹ کر اسی طرح الگ کردیا جس طرح عبداللہ بن ابی کو۔

آج حالات سے ڈر کر جتنے لوگ گھروں میں چھپے بیٹھے ہیں، جہاد سے انہیں خطرہ بلکہ چِڑ ہے، مصلحت اور مفادات کے پیش نظر صحیح جگہ ایک روپیہ جیبوں سے خرچ کرنا نہیں چاہتے اور نہ ایسی کسی بھی مہم کا حصہ بننا چاہتے ہیں جو مزاحمت کا اعلان کرے، یہ تمام وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ خود چھانٹ کر الگ کررہا ہے۔ یہ ہمیشہ اکثریت میں ہوتے ہیں۔

مکہ میں جب ہجرت کا حکم ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کے لئے تیار ہونے والے صرف 70 کے لگ بھگ صحابہ تھے۔ حالانکہ اور بھی بہت سارے لوگ مکہ میں تھے جنہوں نے ایمان تو لایا لیکن ہجرت کرنے سے پیچھے ہٹ گئے۔ ان کو سورہ نساء - میں منافق کہا گیا۔ اس لئے جو لوگ آج کے حالات میں مسلمانوں کو تباہ کرنے کی ان تمام سازشوں کو دیکھتے ہوئے بھی صرف اللہ حفاظت فرمائے کہہ کر اپنی جان بچاتے ہیں اور گھروں سے نہیں نکلتے، یہ تمام وہی منافقین ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ خود چھانٹ رہا ہے۔

اس لئے بدر کا پیغام یہی ہے کہ ایسے لوگوں کی وجہ سے نہ ہمت ہاریئے، نہ شکایت کیجئے، کیونکہ مومنِ مجاہد کا اجر تو یوں بھی اس دنیا میں نہیں ہوتا، اس کا اجر تو اللہ تعالیٰ نے جنت میں محفوظ کردیا ہے، اور شہادت کے ساتھ ہی جب اسے یہ انعام ملے گا تو وہ یہ کہے گا کہ کاش میں پہلے ہی یہ انعام حاصل کرلیتا، میں نے اتنی دیر کیوں کی۔

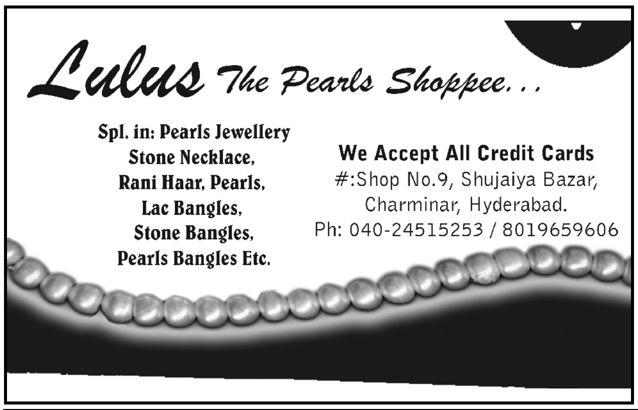

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی

21مارچ 2025 ء

اعتکاف کے فضائل و مسائل

بابرکت اور سعادت والا مہینہ رمضان کا مہینہ آیا بھی اور اس کا پہلا عشرہ بہت تیزی کے ساتھ گزر گیا، دوسرا بھی گزرنے کے قریب ہے اور اسی طرح تیسرا عشرہ بھی گزر جائے گا، اور ہمارا حال کیا ہے کہ ہم معمول سے زیادہ کھانے اور معمول سے زیادہ سونے میں مشغول ہیں، اللہ رب العزت ہمیں معاف فرمائے اور رمضان کے بقیہ ایام کی صحیح طرح قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، رمضان کی صحیح طرح سے قدر کرنے کے لیے اللہ رب العزت نے آخری عشرہ میں اور ایک عبادت عطا فرمائی ہے جسے اعتکاف کہا جاتا ہے۔

اعتکاف کی حقیقت :۔

اعتکاف اصل میں ہے کیا؟ ایک مسلمان جب دنیا کے کام دھندوں میں لگتا ہے تو اس کے دل پر غفلت کا پردہ پڑ جاتا ہے، اگرچہ وہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے، روزے رکھ رہا ہوتا ہے، لیکن جس طرح اللہ رب العزت کی معرفت اسے حاصل ہونی چاہیے وہ نہیں ہوتی تو دنیا کے کام دھندوں کو چھوڑ کر مسجد کے ایک کونے کو پکڑ لیتا ہے اور گویا زبان حال سے وہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ اے پروردگار جب تک تو مجھے معاف نہیں کرے گا میں اس در کو نہیں چھوڑوں گا جب تک اپنی رحمت مجھ پر نازل نہیں کرے گا میں یہاں سے نہیں جاؤں گا، یہ اعتکاف کی حقیقت ہے۔

نزول قرآن کا آغاز اور اعتکاف:۔

نبی کریم ﷺ کئی کئی دنوں کا توشہ لے کر غار حراء ۔ میں اللہ رب العزت کی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے، تنہائی آپ کو پسند ہوگئی تھی، اس عبادت اور ریاضت سے آپ اس اعلی مقام پر پہنچے کہ اللہ رب العزت نے جبرئیل امین کے ذریعہ آخری امت کے لیے آخری کتاب کا پہلا سبق اسی غار حراء میں بھیجا۔

محققین نے بیان فرمایا کہ پہلی وحی کے نازل ہونے کے وقت نبی کریم ? کی جو کیفیت تھی اسی کو رمضان بنا دیا گیا، آپ کئی کئی دنوں کا توشہ لے کر جاتے تھے تو کم کھاتے تھے کم پیتے تھے بھوک پیاس کو بھی برداشت کرتے تھے اور رمضان میں ایک مسلمان بندہ بھوک پیاس کو برداشت کرتا ہے، آپ وہاں عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے اور رمضان میں مسلمانوں کی عبادات میں اضافہ ہوجاتا ہے، تو نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشابہت ہوجاتی ہے رمضان میں، لیکن غار حراء میں آپ تنہا رہتے تھے وہ تنہائی مسلمانوں کو حاصل نہیں ہوتی، اس لیے اعتکاف کو مشروع کیا گیا، تاکہ نزول قرآن کیوقت کی پوری کیفیات مسلمانوں کو حاصل ہوں۔

اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ایک ایک ادا مسلمانوں میں باقی رہے اس لیے اعتکاف کو مشروع کیا گیا، دوسرے مذاہب میں رہبانیت کو عبادت سمجھا جاتا ہے کہ بندہ سب چھوڑ چھاڑ کر کہیں جنگل میں چلا جائے، اسلام میں یہ پسندیدہ نہیں اور نہ یہ درست ہے، اور نبی کریم ﷺ کی اس تنہائی والی کیفیت کو بھی باقی رکھنا تھا اس لیے اعتکاف مشروع کیا گیا کہ اس میں تنہائی ہو، لیکن ایسی مسجد میں جس میں پانچ وقت جماعت سے نماز ہوتی ہو تاکہ نماز کے اوقات میں لوگوں سے ملنا جلنا ہو اور رہبانیت کی طرح غیروں کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔

اعتکاف کی تعریف:۔

اعتکاف عربی زبان کا ایک لفظ ہےجس کے معنی ٹھہرنے اور اپنے آپ کو روک لینے کے ہیں، شریعت کی اصطلاح میں، مسجد کے اندر (اعتکاف کی) نیت کے ساتھ، اپنے آپ کو مخصوص چیزوں سے روک رکھنے کا نام ہے۔ (قاموس الفقہ :۲/۱۷۰)

اعتکاف کی قسمیں:۔ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: (۱) واجب، (۲) سنت مؤکدہ علی الکفایہ (۳) مستحب۔

واجب: واجب اعتکاف کی دو قسمیں ہیں: (۱) کوئی شخص کسی شرط کے ساتھ منت مانے کہ اگر اس کا فلاں کام ہوجائے؛ تو وہ اس کا کی تکمیل پر اعتکاف کرے گا؛ تو اب اس کام کی تکمیل پر، اس کے لیے اعتکاف کرنا واجب ہوگا۔

(۲) کوئی شخص مطلقا یعنی بغیر کسی شرط کے اعتکاف کرنے کی منت مانے، مثلا یوں کہیکہ وہ فلاں دن کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کرتا ہے، یا فلاں دن اعتکاف کرنے کی منت مانتا ہے؛ تو اس صورت میں بھی اس پر اعتکاف واجب ہوجائے گا۔ واجب اعتکاف کم ازکم ایک دن اور ایک رات کا ہوگا، اس کے لیے روزہ رکھنا بھی شرط ہے، بغیر روزہ کے واجب اعتکاف ادا نہیں ہوگا۔ سنت مؤکدہ علی الکفایہ: رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کو سنت مؤکدہ علی الکفایہ کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی محلّہ یا گاؤں کی مسجد میں، رمضان کے آخری عشرہ کا ایک شخص بھی اعتکاف کرلے؛ تو سنت ادا ہوجائے گی اور اس محلّہ یا گاؤں کا کوئی بھی شخص گنہگار نہیں ہوگا اور اگر ایک شخص نے بھی اعتکاف نہیں کیا؛ تو پورے محلّہ اور گاؤں کے لوگ اس سنت کے چھوڑنے کی وجہ سے گنہگار ہوں گے۔ سنت مؤکدہ علی الکفایہ اعتکاف رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کیا جاتا ہے، جو شخص اس اعتکاف کو کرنا چاہتا ہے، وہ بیسویں رمضان کو غروب آفتاب سے پہلے، اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہوجائے اور عید (شوال) کا چاند نکلنے تک مسجد میں معتکف رہے، اب چاہے عید کا چاند انتیس کا ہو یا تیس کا، اعتکاف مکمل ہوگیا۔

مستحب یا نفل: مستحب یا نفل اعتکاف یہ ہے کہ اس کی نیت کرکے، آدمی چاہے تو ایک ہی منٹ کے لیے مسجد میں چلا جائے، مستحب اعتکاف ہوجائے گا، مستحب اعتکاف کیلیے روزے اور وقت وغیرہ کی شرط نہیں ہے، ایک مسلمان کو چاہیے کہ جب بھی مسجد میں داخل ہو؛ تو داخل ہوتے وقت، اعتکاف کی نیت کرلے اور جب تک مسجد میں رہے، لغو باتوں سے پرہیز کرے اور تلاوت، اذکار یا پھر نفل نماز وغیرہ میں مشغول رہے؛ یہ نفل اعتکاف شمار ہوگا۔

اعتکاف کی حکمت:۔

شریعت میں جس عبادت کے بھی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، یا پھر جس عبادت کے کرنے پر حوصلہ افزائی کی گئی ہے؛ اس میں حکیم وخبیر پروردگار نیبڑی حکمت ودانائی بھی رکھی ہے، اعتکاف بھی ایک قسم کی عبادت ہے، اعتکاف کی حکمت یہ ہے کہ معتَرِف (اعتکاف کرنے والا) نماز باجماعت کا انتظار کرے، خود کو فرشتوں کے مشابہ بنانے کی کوشش کرے اور اللہ تعالی کا قرب حاصل کرے، اعتکاف میں معتَرِف اللہ کے تقرب کی طلب میں، اپنے آپ کو بالکلیہ اللہ تعالی کی عبادت کے سپرد کردیتا ہیاور نفس کو اس دنیا کے مشاغل سے دور رکھتا ہے، جو اللہ کے اس تقرب سے مانع ہےجسے بندہ طلب کرتا ہے، اور اس میں معتَرِف اپنے پورے اوقات میں حقیقتا یا حکما نماز میں مصروف رہتا ہے؛ اس لیے کہ اعتکاف کی مشروعیت کا اصل مقصد نماز باجماعت کا انتظار کرنا ہے اور معتَرِف اپنے آپ کو ان فرشتوں کے مشابہ بناتا ہے، جو اللہ کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے، انھیں جو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں اور رات و دن تسبیح پڑھتے ہیں، کوتاہی نہیں کرتے۔" (موسوعہ فقھیہ ۵:۲۱۳)

اعتکاف کرنے کی جگہ:۔

مردوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف کرے، مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہوں پر مردوں کا اعتکاف درست نہیں ہوگا، معتَرِف کے لیے مساجد میں افضل مسجد: مسجد حرام، پھر مسجد نبوی، پھر مسجد اقصی (فلسطین)، پھر ان کے شہر کی جامع مسجد، پھر محلّہ کی مسجد جہاں پنج وقتہ جماعت کا انتظام ہو یعنی وہ مسجد جس میں امام اور موذن ہو، خاتون اگر شادی شدہ ہو؛ تو اپنے شوہر کی اجازت کے بعد، اپنے گھر میں جس جگہ روزانہ نماز پڑھتی ہے، اسی جگہ پر اعتکاف کرے، اگر روزانہ ایک معین جگہ پر نماز ادا نہ کرتی ہو؛ تو وہ عارضی طور پر، ایک جگہ متعین کرلے اور اسی جگہ پر اعتکاف، نماز، تلاوت اور تسبیح واذکار کرے، گھر کے کام کاج اعتکاف کی حالت میں نہیں کرسکتی البتہ دوسروں کی رہنمائی کرسکتی ہے کام کاج کے سلسلے میں۔

اعتکاف کی بھی قضا ہے:۔

اگر کوئی شخص واجب اعتکاف میں تھا اور اعتکاف کسی وجہ سیٹوٹ گیا؛ تو اسے اس اعتکاف کی قضا کرنا ضروری ہے، قضا میں ازسرنو ان تمام ایام کی قضا کرنی ہوگی، جتنے دنوں کی منت اس شخص نے مان رکھی تھی؛ کیوں کہ اس میں تسلسل ضروری ہے، اگر کوئی شخص رمضان کے آخری عشرہ میں، سنت اعتکاف میں تھا اور اعتکاف کسی وجہ سے ٹوٹ گیا؛ تو صرف اس ایک دن کی قضا کرے، جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے، مگر احتیاط اس میں ہے کہ مکمل دس دن کی قضا کرلے، سنت اعتکاف ٹوٹ جانے کے بعد، باقی دنوں کا اعتکاف نفل شمار ہوگا، واضح رہے کہ نفل اعتکاف مسجد سے نکلتے ہی ختم ہوجاتا ہے، وہ ٹوٹتا نہیں؛ اس لیے اس کی قضا وغیرہ کا کوئی مسئلہ نہیں۔

اعتکاف کا تذکرہ قرآن مجید میں:۔

ترجمہ: اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب پاک وصاف بنائے رکھو۔ (سورۃ البقرہ:۱۸۷)

اور جب تم مسجد میں معتکف رہو تو بیوی سے صحبت نہ کرنا۔

اعتکاف کا تذکرہ اور فضیلت احادیث مبارکہ میں

حضرت عائشہ ؓ روایت فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو حضور اقدس ﷺ اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیا کرتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو (بھی عبادت کے لیے) جگاتے تھے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں کے اندر جتنی محنت سے عبادت کرتے تھے، اس کے علاوہ دوسرے ایام میں اتنی محنت نہ کرتے تھے۔ (مسلم)

اعتکاف کے فضائل اور اجر وثواب بہت ہی زیادہ ہیں، رمضان کے آخری عشرہ میں سنت اعتکاف ہوتا ہے، آخری عشرہ میں اعتکاف کے فضائل وبرکات اس سے سمجھے جاسکتے ہیں

(بقیہ صفحہ 4 پر)

حلقۂ ذکر الٰہی، تعلیمات اسلامی و دینی تربیتی مجالس

بروز جمعرات

☆ بعد عصر تا مغرب: حلقۂ ذکر جہری و وعظ (بمقام درگاہ حضرت سیدنا میر شجاع الدین صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ، عیدی بازار حیدرآباد)۔

بروز جمعہ

☆ 2-00 تا 3-00 بجے: خطاب، علامہ مولانا سید شاہ عبیداللہ قادری، آصف پاشاہ صاحب قبلہ (بمقام جامع مسجد شجاعیہ ؒ، چارمینار حیدرآباد) نماز جمعہ بوقت 3-15 بجے

☆ بعد نماز جمعہ: مجلس درود وذکر، نذرانۂ سلام بحضور خیر الانام ﷺ۔

بروز ہفتہ

☆ دینی تربیتی کیمپ

بعد مغرب تا اتوار کی عشاء

ذکر واذکار، وظائف و درود، فقہی و بنیادی مسائل، تذکرۃ الاولیاء، مراقبہ، پنجگانہ نمازوں کے علاوہ تہجد واشراق کی عملی تربیت

(بمقام خانقاہ شجاعیہ ؒ)

بروز اتوار

☆ دوپہر 2 تا 3 بجے: حلقۂ ذکر، درس حدیث، خطبات غوث الاعظم ؓ، فقہی مسائل، تذکرۃ الاولیاء۔

بروز پیر

☆ بعد نماز مغرب تا عشاء حلقۂ ذکر و درس بمقام بارگاہ حضرت حافظ سید عبداللہ شاہ شہید ؒ عیدی بازار، حیدرآباد۔

بروز منگل

☆ مغرب تا عشاء: درس تصوف، سوال وجواب (بمقام خانقاہ شجاعیہ ؒ)

☆ بعد گیارہ روزہ محافل

روزانہ: بعد نماز مغرب ذکر جہری (بمقام خانقاہ شجاعیہ ؒ، عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار، حیدرآباد۔

زیرنگرانی وزیرسرپرستی

حضرت العلامہ مولانا

سید شاہ عبیداللہ قادری، آصف پاشاہ صاحب قبلہ

سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہ ؒ، متولی وخطیب جامع مسجد شجاعیہ ؒ، چارمینار حیدرآباد۔

زیرانتظام:

انجمن خادمین شجاعیہ ؒ آندھراپردیش

040-66171244

تصانیف شعبہ نشرواشاعت انجمن خادمین شجاعیہ

☆ کشف الخلاصہ ☆ مناجات ختم قرآن مجید ☆ دینی تعلیمی نصاب

☆ خطبات شجاعیہ ؒ ☆ سیرت شجاعیہ ؒ ☆ مناقب شجاعیہ ؒ

☆ دل کی بیماریاں اوران کا علاج ☆ رسالہ فضائل رمضان ☆ اوراد و وظائف

Books of Shujaiya Anjuman-e-Khadimeen

☆Kashful Qulasa ☆Munajat-e-Khatm-e-Quran ☆Deeni Taleemi Nisab ☆Qutbat-e-Shujaiya ☆Seerat-e-Shujaiya ☆Manaqab-e-Shujaiya ☆Dil Ki Bimariyan aur inka Ilaaj

Books Available at : کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

#:Khanqahe Shujaiya, Backside Jama Masjid Shujaiya Charminar Hyderabad. **PH:040-66171244**

معلوماتی | شجاعیہ ٹائمز | 21مارچ 2025 ء

سورۃ الاعراف

.1 اللہ اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بیزاری (ودست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح وامن کا) معاہدہ کیا تھا (لیکن اُنہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کر دیا) .2o پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ (تک) گھوم پھرلو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے .3o (یہ آیات) اللہ اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اوراس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (ان سے بری الذمّہ ہے)، پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کرلو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اوراگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کرسکو گے،اور (اے حبیب!) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنادیں o

.6 اوراگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواستگار ہو تو اسے پناہ دے دیں تا آنکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچادیں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے o

.7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہوسکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے .7o (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہوسکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے9.o انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی پھراس (کے دین) کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے، بیشک بہت ہی برا کام ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں o

حدیث شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔" (مسلم)

" جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے " اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیاداروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت وعزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اوران کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سرپوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر ومنزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جاسکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جا سکتا ہے اوراس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل وملتفت ہوں، تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس ورغبت نہ ہو۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیاداروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اوران کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب وہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

"اوراگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کرکے اوراس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

فتح مکہ۔ مثالی اور تاریخ ساز واقعہ

رمضان المبارک کے مہینے میں فتح مکہ ایک عظیم فتح کی صورت میں معرض وجود میں آئی جس کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِ"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! (یقیناً) ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کردی (1) تاکہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے اور تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کردے اور تمہیں سیدھا راستہ دکھائے (2)" اسلام کی عظیم الشان انقلابی تاریخ کے اوراق میں واقعہ فتح مکہ کو اس اعتبار سے انفرادیت حاصل ہے کہ یہ تاریخ عالم کا پہلا واقعہ ہے جب ایک بستی کے اندر دس ہزار مجاہد، مہاجر مکی حضرت رسول مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں بھرپور عسکری تیاری کے ساتھ داخل ہوتے ہیں اور بغیر کسی کشت وخون، مار دھاڑ، لوٹ کھسوٹ اور تشدد کے فتح ومسرت کا جھنڈا گاڑ کر عفو ودرگذر اور معافی کا اعلانِ عام ہوتا ہے۔

فوجی حکمت عملی کے تحت سالارِ افواج نے چار جماعتوں میں اپنی فوج کو تقسیم کرنے کی ہدایت فرمائی تھی اور مکہ کو چار اطراف سے گھیرے میں لینے کا منصوبہ تشکیل دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس فوجی دستے کے پیچھے پیچھے چلتے رہے جس کی علمبرداری حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ ابن الجراح کر رہے تھے۔ اطاعت، جذبۂ عبودیت اور سرفروشی کے جملہ عناصر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین اس شہر کی جانب بڑھ رہے تھے جہاں سے رات کی تنہائی وتاریکی میں آٹھ سال پہلے کفارِ مکہ نے ہجرت پر مجبور کردیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مولد ومسکن کی وسعتیں تنگ کردی گئی تھیں، ہر طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں۔

ان روح فرسا تکالیف کی روداد پڑھ کر انسان ورطِ حیرت میں پڑتا ہے کہ کیا یہ اس عظیم انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روا رکھا گیا تھا جو سراپا رحمت ومودّت تھے لیکن پھر تاریخ اس بات کے شواہد پیش کرتی ہے کہ حق وصداقت کی بات کرنے والوں سے انسانی معاشرے کا ہمیشہ یہی روّیہ رہا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز سرِ مقدس پر سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔ (اس دستارِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر دونوں جہاں قربان ہوں) جوں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے حدود میں تشریف فرما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں کعبۃ اللہ کی جانب اُٹھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے۔

سرِ نازنین کو اس قدر جھکا دیا کہ عمامہ شریف کی سلوٹیں ڈھیلی پڑ گئیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس عسکری جماعت کے ساتھ چل رہے تھے اس میں ایک شاعر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جو نعتیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ ’’آج مکہ پرستار صبح طلوع ہوا۔ آج ہمارے درمیان اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو خدا کی کتاب کی آیات تلاوت کر رہا ہے۔ آج ہم ان سے بدلہ لیں گے جنہوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جلاوطنی پر مجبور کردیا تھا‘‘ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں آج اہلِ مکہ کو امن وآزادی کی بشارت ملنے والی ہے۔

کفارانِ قریش دس ہزار قدسی صفات صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین اوران کے دائیں بائیں بے شمار ملائکہ (جو آنکھوں کو دکھائی نہیں دیتے تھے) سے خوفزدہ ہو چکے تھے، مزاحمت اور مقابلے کے لئے سامنے نہیں آئے، جو مقابلہ آرائی عربوں کے مزاج کی خصوصیت تھی۔ کفارانِ مکہ کی خاموشی، ندامت، انکساری اور گھبراہٹ کو بھانپ کر سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانۂ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ الفاظ بیان کئے: ’’اے گروہِ قریش! اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور آباواجداد پر فخر وغرور زائل کردیا۔ سب انسان آدم سے پیدا ہوئے اور آدم مٹی سے‘‘۔ اس کے بعد قرآن حکیم کی سورہ الحجرات کی وہ آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے ’’اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے گروہ اور قبیلے بنائے، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک تم میں سب سے بہتر اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یقیناً اللہ خبیر وعلیم ہے‘‘۔

اس کے فوراً بعد فرمایا! ’’اے قریش! میں تمہارے بارے میں جو کچھ کرنے والا ہوں اس کے بارے میں تم کیا رائے رکھتے ہو‘‘۔ سب نے کہا ’’بہتر رائے رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریف بھائی ہیں۔ شریف بھائی کے بیٹے ہیں‘‘۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’جاؤ اب تم آزاد ہو‘‘۔ یہی وہی جملہ تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا جنہوں نے ایک مرحلے پر جناب یوسف علیہ السلام کو اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیا تھا اور اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا تھا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا۔ اللہ نے اپنے پیارے کی مدد کی، قافلہ گزرا۔ یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکالا گیا۔

مصر کے بازار میں فروخت ہوا۔ سلطنتِ مصر کا ایک وزیر وامیر ہو گئے جنہوں نے ایک زمانے میں انہیں مٹانے کی کوشش کی تھی ان سے وہ بدلہ لے سکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا، انہیں بلا تامل معاف کردیا، آزادی کا پروانہ ان کے ہاتھوں میں تھما دیا۔ فتح مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر ایسا ہمہ گیر اثرات مرتب کیا کہ وہی خون کے پیاسے، دین کے بدترین دشمن اور جنگ وقتال میں یقین رکھنے والے ایسے پاکباز اور خداترس بن گئے کہ چشم عالم نے آج تک ایسی انسانی شخصیات کے پیکر نہیں دیکھے۔

انسان کی فطرت میں انتقام اور قصاص کا عنصر موجود ہے اور یہ انفرادی واجتماعی دونوں سطحوں پر کارفرما رہتا ہے لیکن فاتح مکہ نے اپنی علمی اور نبوی حیاتِ طیبہ میں دنیا پر یہ بات واضح کردی کہ انہیں جوڑنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہے کہ نہ کہ توڑنے کے لئے۔ فرمانروا اور فاتحین کی تاریخ بتاتی ہے کہ کس طرح فوجی پیش رفت کے موقعوں پر قتل عام کیا گیا، درخت کاٹے گئے اور بستیاں نذرِ آتش کی گئیں۔

اسلام کے سپہ سالار ﷺ کا اسلوب ہی مختلف ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معافی کا اعلان فرمایا تو اپنے انتہائی درجہ کے دشمن ابوسفیان کے بارے میں فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اس کو بھی امان حاصل ہے۔ فتحِ مکہ کے بعد شعرائے عرب نے اس واقعہ کو منظوم انداز میں پیش کیا ہے۔ ان اشعار کا مرکزی خیال بھی یہی ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج معافی، فراخدلی اور انسان دوستی ہے۔

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی

21 مارچ 2025 ء

اعتکاف کی حقیقت اوراس کی روح کو سمجھنا وقت کی اہم ضرورت

اعتکاف کے فضائل وخصوصیات اور اس کے پرکیف وسرور آفریں لمحات کا احاطہ کرنا حداحصا سے خارج ہے۔اعتکاف روح کی پا کیزگی، پروردگار عالم سے لولگانے اور عبودیت کے اظہار کا موثر ذریعہ ہے۔ اعمال رمضان میں اعتکاف کو ایک خاص اور نرالی شان حاصل ہے۔انسان اعتکاف میں قلبا وقالبا علائق دنیوی سے کٹ کر خلوت نشینی اختیار کرلیتا ہے۔اس کے ذریعہ انسان مخلوق میں شامل رہ کر خالق سے مضبوط ومستحکم رشتہ وتعلق قائم کرنے کا سلیقہ سیکھتا ہے۔

اعتکاف وہ عظیم نعمت ہے جو بندہ کوایک طرف رہبانیت جیسی بے جا ریاضتوں اور غیرضروری نفس کشی سے نجات دلاتا ہے تو دوسری طرف انسان کو اعتکاف کی بدولت معاشرتی زندگی اور سماجی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ قرب الٰہی اور وصال حق کی لذتوں سے بیک وقت بہرور ہونے کا زریں موقع فراہم کرتا ہے۔اعتکاف کے لغوی معنی ہے تعظیماً کسی چیز پر متوجہ ہونا اور اس سے وابستہ رہنا۔

قرآن حکیم ارشادفرماتا ہے کہ رب کائنات سے بے انتہاء، حقیقی، گہری اور شدید محبت رکھنا صاحبان ایمان کا خاصہ ہے اس لحاظ سے اعتکاف کی روح یہ ہے کہ مومن ہر حال میں اللہ کی طرف متوجہ اوراس کی رحمت سے وابستہ رہے اس کی زندگی کا کوئی عمل ایسا نہ ہو جو پیہم غفلت پر مبنی ہو یا رب کی رحمت سے دور کرنے والا ہو۔رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مساجد میں کیا جانے والا اعتکاف اسی حقیقت کی عملی تفسیر ہے جس میں بندہ مومن کو ظاہری و باطنی نجاستوں اور آلودگیوں سے پاکی حاصل ہوتی ہے چونکہ بندہ یکسو ہو کر یعنی حنیف بنکر رب کی اطاعت وفرمانبرداری میں مصروف ومنہمک ہوجاتا ہے اور پوری کوشش کرتا ہے کہ حدود اللہ کی کسی بھی طرح پامالی نہ ہونے پائے۔

بعض لوگ اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ دوران اعتکاف غسل نہیں کیا جاسکتا اور مسلسل دس دن بغیر غسل کیے گزاردیتے ہیں ایسی سوچ وفکر اسلامی تعلیمات کے بالکل مغائر ہے چونکہ خاتم پیغمبران ﷺ کا ارشاد مبارک ہے اللہ تعالی جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔معتکفین کو اعتکاف کے ظاہری آداب واحکامات کے ساتھ اس کے باطنی محاسن اور تقاضوں پر بھی توجہ مرکوز کرنی چاہیے چونکہ یہی اعتکاف کی اصل اور لب لباب ہے۔

اعتکاف کا حقیقی تقاضہ یہ ہے کہ معتکف بالالتزام اعتکاف کے مقصد اور روح کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کی اسی طرح حتی الوسع کوشش کرے جس طرح وہ حالت اعتکاف میں پورا کرنے کی سعی کرتا ہے یعنی دنیا میں رہ کر دنیا اور مخلوق سے بقدر ضرورت تعلق رکھنا، خالق کونین سے اٹوٹ وابستگی اور ہر آن اس کے ذکر وفکر میں مصروف ومشغول رہنا تاکہ تزکیہ نفس وتصفیہ باطن کی نعمت کا وافر حصہ اس کو مل جائے جو سعید روحوں کا طرہ امتیاز ہے۔لیکن عموماً دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ بعض لوگ اعتکاف کے فضائل اور اس کے اجر وثواب (یعنی دو حج اور دو عمرے کا ثواب) کے بارے میں سنتے ہیں تو مذہبی جذبات سے مغلوب ہوکر اعتکاف تو بیٹھ جاتے ہیں لیکن دوران اعتکاف اپنے قیمتی لمحات تلاوت قرآن مجید، تسبیح وتہلیل، تحمید وتمجید، ذکر واذکار وظائف واوراد اور دینی کتب بینی میں گزارنے کے بجائے موبائل اور سوشیل میڈیا کے استعمال میں ضائع کردیتے ہیں۔

بعض معتکفین ایسے بھی ہیں جو عید کا چاند دیکھتے ہی اپنی پرانی روش پر لوٹ آتے ہیں یعنی حدود سے تجاوز کرکے مبتلائے گناہ ہوجاتے ہیں جبکہ مسلمانوں کو حدود کے قریب جانے سے بھی منع کیا گیا ہے جس کی عملی مشق اعتکاف میں کروائی گئی تھی۔اعتکاف میں بیٹھنے کے باوجود اگر معتکف رب کے احکامات کے آگے سر تسلیم خم کردینے کا مزاج بنانے میں ناکام رہے تو ایسے اعتکاف میں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ عین ممکن ہے کہ زندگی کے معاملات میں احکامات الٰہیہ کی بجاآوری میں کوتاہی کی وجہ سے اعتکاف سے حاصل ہونے والا اجر وثواب بھی ضائع ہوجائے۔

قرآن مجید ارشادفرماتا ہے کہ جولوگ رب کائنات کے احکامات کو دنیوی زندگی میں ملحوظ نظر نہیں رکھتے رب کائنات ایسے اشخاص کو میدان حشر میں نابینا محشور فرمائے گا۔اس سخت ترین عذاب الٰہی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی پوری زندگی رب کے مطیع وفرمانبردار بن کر گزاریں۔ ہمارے رب کی رحمت کتنی وسیع ہے کہ صرف دس دن مسجد میں معتکف رہنے پر دو حج اور دو عمروں کا اجر و ثواب عنایت فرمارہا ہے تو اندازہ کیجیے کہ اگر ہم زندگی کا ہر لمحہ اس کے حکم کے مطابق گزاریں گے تو وہ ہمیں کتنی رفعتوں سے مالا مال فرمائے گا اس کا اندازہ لگانا بھی ممکن نہیں ہے لیکن ہم میں سے بعض لوگ صرف دو حج اور دو عمروں کا ثواب حاصل کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں اسی لیے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کا بڑا اہتمام تو کرتے ہیں لیکن باقی زندگی رب کی نافرمانی میں گزاردیتے ہیں۔ جب کوئی عبادت محض رسم دنیا بن کر رہ جائے تو اس کی اہمیت وافادیت ختم ہوکر رہ جاتی ہے۔

علاوہ ازیں معتکف دوران اعتکاف اپنی عجز وانکساری، غلامی و بندگی اور محتاجی کا اظہار کرتا ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم باقی زندگی بھی اسی جذبہ بندگی کے ساتھ گزاریں جو کہ اعتکاف کی روح ہے لیکن اکثر معاملات میں ہم نفسانی خصائل بالخصوص غرور وتکبر کا شکار نظر آتے ہیں۔ بلکہ حقیقت میں دیکھا جائے تو ہم لوگ مختلف الانواع واقسام کے غرور وتکبر کا شکار ہیں کسی کو حسب ونسب کا غرور ہے تو کسی کو تقویٰ وطہارت کا غرور، کسی کو علم وہنر کا غرور ہے تو کسی کو معاملہ فہمی وتجربہ کا غرور ہے، کسی کو مال ودولت کا غرور ہے تو کسی کو منصب واقتدار کا غرور ہے۔ یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ ہم حالت اعتکاف میں عبداللہ بن جاتے ہیں لیکن باقی زندگی عبدالطاغوت بن کر گزاردیتے ہیں (العیاذ باللہ)۔

ہماری اسی انحرافی طرز عمل کا شاخسانہ ہے کہ آج ہم مسلمان ہونے کے باوجود شعبہ ہائے حیات کے تقریباً ہر میدان میں ناکام ونامراد ہیں۔جس طرح منحرف سامری نے بنی اسرائیل کے ضعف ایمانی واعتقادی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے گئو سالہ پرستی کا عظیم فتنہ کھڑا کردیا اور اکثریت کو بت پرستی کی طرف مائل کردیا تھا اسی طرح آج لوگ ہمارے ضعف ایمانی کا فائدہ اٹھا کر ہمیں سیاسی، تعلیمی، معاشی، اقتصادی، تہذیبی، ثقافتی طور پر کمزور کرنے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں۔

حقیقی معتکف وہ ہے جس کی امیدوں کی آماجگاہ، عشق کی منزل، زندگی کا مقصد سب کچھ پروردگار عالم کی رضا ہے۔جو شخص رب کی جانب ہر آن متوجہ ہو اور اس کی رحمت سے اپنے آپ کو وابستہ رکھے ممکن نہیں ہے کہ وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرے یا دنیا کی کوئی طاقت اسے مغلوب ومقہور کرسکے۔

اس مقام رفیع کو پانے کے لیے شرط یہ ہے کہ جیسے حرارت آگ سے اور خوشبو پھولوں سے علاحدہ نہیں ہوسکتی اسی طرح انسان رب سے ایسے جڑ جائے کہ پھر جدائی کا تصور کرنا بھی محال ہوجائے یہی اعتکاف کا اصل مقصد اور روح ہے۔

اگر ہم اپنے آپ سے سوال کریں کہ کیا ہم اعتکاف کے مقصد اور اس کی روح کو سمجھنے میں کامیاب ہوئے ہیں تو جواب بڑی حد تک نفی میں آئے گا۔اعتکاف بیٹھنے کے باوجود ہمارا گناہوں کی طرف مائل ہونا اس کی بین دلیل ہے۔

دیگر عبادات کی طرح مسلمانوں کی خاصی تعداد اعتکاف بھی رسمی طور پر بیٹھ رہی ہے ورنہ یہ محال ہے کہ انسان اعتکاف میں بیٹھے اور رب کی بارگاہ سے خالی ہاتھ لوٹ آئے یعنی اس کے کردار میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو۔علماء کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ معتکف کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کے در پر آپڑا ہوا اور یہ کہہ رہا ہو کہ یا اللہ جب تک آپ میری مغفرت نہیں فرمادیں میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا۔

حصول مغفرت کی ایک دلیل یہ ہے کہ انسان گناہوں سے متنفر اور نیکیوں سے محبت کرنے والا بن جائے۔آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ بطفیل نعلین پاک مصطفیٰ ﷺ ہمیں قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کی تعلیمات کے مزاج کو سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائیں۔آمین ثم آمین بجاہ سیدالمرسلین طہٰ ویسین۔

(**بقیہ صفحہ** 2 **کا**)

کہ نبی ﷺ مدینہ منورہ آنے کے بعد، ایک سال کے علاوہ، ہر سال بڑی پابندی سے رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے، ایک سال اعتکاف چھوٹ گیا تو اگلے سال بیس دنوں کا اعتکاف کیا۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: یعنی رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ترجمہ جو شخص رمضان کے دس دنوں کا اعتکاف کرتا ہے، تو (اس کا یہ عمل) دو حج اور دو عمرے کی طرح ہے (یعنی اسے دو حج اور دو عمرے کا ثواب ملے گا)۔رسول اللہ نے فرمایا: ترجمہ: جو شخص ایمان کی حالت میں، ثواب کی امید کرتے ہوئے اعتکاف کرتا ہے، اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

اعتکاف کی غرض وغایت

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ کا اعتکاف خاص طور پر لیلۃ القدر کی تلاش اور اس کی برکات پانے کے لیے فرماتے تھے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رمضان کے آخری دس دنوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔(صحیح بخاری:۰۸۸۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت میں تفصیل ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا اور ہم نے بھی اعتکاف کیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو جس کی تلاش ہے وہ آگے ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے عشرہ کا بھی اعتکاف کیا اور ہم نے بھی کیا، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو بتایا کہ مطلوبہ رات ابھی آگے ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیسویں رمضان کی صبح کو خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: جو میرے ساتھ اعتکاف کررہا تھا اسے چاہیے کہ وہ آخری عشرے کا اعتکاف بھی کرے مجھے شب قدر دکھائی گئی جسے بعد میں بھلادیا گیا یاد رکھو لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں ہے۔(صحیح بخاری:۲۰۲۷)

خلاصہ یہ ہے کہ اعتکاف سے مقصود لیل القدر کو پانا ہے جس کی فضیلت ہزار مہینوں سے زیادہ ہے، نیز اس حدیث میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کیلیے آخری عشرہ کا اہتمام بتایا گیا ہے جو دیگر احادیث کی رو سے اس عشرہ کی طاق راتیں ہیں، لہٰذا بہتر تو یہی ہے کہ اس آخری عشرہ کی ساری راتوں میں بیداری کا اہتمام کرنا چاہیے ورنہ کم از کم طاق راتوں کو تو ضرور عبادت میں گزارنا چاہیے۔

Edited, Printed, Published & Owned by : Syed Shah Obaidullah Qadri, Managing Editor: S.M.Ibrahim Qadri, Sub-Editor: Syed Baquar
Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. PH:66171244,Tel/Fax:24515253, Email:shujaiyatimes@yahoo.com, Facebook:Shujaiyatimes.HYD Website: www.shujaiya.com